

نظرات

۲۵ نومبر ۱۹۴۸ء کو ہندوستان کی چار ریاستوں مددجہ پروری، دہلی، راجستان اور میزوری کی اسپلیوں کے ہوئے انتخابات کے نتائج نے ہمایات قواب بالکل صاف کر دی ہے کہ اگر ہندوستانی سلطان سجادی، عالمگیری، داشتمانی اور دوراندیشی کے ساتھ اپنے حق رکھے تو ہمیں کا استعمال کریں تو ہندوستان میں فرقہ پرستی کبھی بھی پہنچ نہیں سکتی ہے۔ اور فرقہ پرستی کو کروڑ شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ بی جے پی بڑی حکمت عملی کے ساتھ اپنے چہار یوں کو اتنا بڑا بیدان میں آتا رہتا۔ اور بڑی ہی جاگہ دستی کے ساتھ انتساب ہم جلانی تھی ایک ہلن ہندو تو کا ہارڈ کھینچ کی کوشش اور دوسرا طرف سیکولرزم کے نام کی دہائی۔ مگر یہ سب باقاعدے اثر ثابت ہوئی بلکہ ان دونوں یا توں سے بی جے پی کی ساتھ خاب ہی ہوتی رہی انتسابی جلسوں کے انفراد دہلی کے لال قلعہ کے سامنے ہندوستان کے وزیراعظم جناب اٹل بھاری باچپنی نے بی جے پی کے حق میں وکوں سے دوڑ دیئے کی اپیل کرتے ہوئے بعض باتیں ایسی بھی کہہ دیں کہ جو بی جے پی کے درکار کے لئے تو گوارہ ہو سکتی ہیں مگر ہندوستان کے وزیراعظم کے شایان شان قطعاً نہیں۔ ہندوستان کا وزیراعظم ہندوستان کے سیکولر اسٹن کی پاسداری و حفاظت کے لئے حلف اٹھاتا ہے اور جب وہ ہی وزیراعظم کوئی ایسی بات اپنے منہ سے نکال بیٹھے جس سے "سیکولرزم" پر "آنچھ" آتی ہو تو پھر اسے وزیراعظم کے بارے میں دانشور طبقہ کس طرح کا خیال ذہن میں پیدا کرے گا، لال قلعہ پر انتسابی جلسہ میں وزیراعظم اٹل بھاری و اچپنی نے کانگریس کی صدر شرمنی سو زیماں گاہندھی سے غالباً ان کے عیسائی مذہب کی ہونے پر چنگی لیتے ہوئے اس قسم کی بات کہی کہ جیسے اپنی ہندوستان میں عیسائیوں پر تلمذ کشم ہی سے ڈکھ ہوتا ہے اور وہ سیاست میں شاید اسی لئے زیادہ مستعد نظر آتی ہیں۔ جب اخبارات میں عیسائی فرقہ پر ظلم کشم کی جھنس شائع ہوتی ہیں، اس قسم کی باتیں کرنا یا ہندوستان

نے دز بار اعلم کے لئے اپنے علاج میں جو ہندوستان کے سیکور ائمن کی حفاظت و پاسداری کا صلف رکھ رہے ہو۔ انسانی احتمام کے دروازے میں ہر طرف کے بھکنڈے استعمال کرنا ایک ہٹرپنٹا جا رہا ہے لیکن جب اس قسم کے ہٹرپنٹک ترکیب اور پیغمبر مسی ہر فائز کسی انسان کی طرف سے عمل میں لا رہا جائے تو اسے دیکھ کر انہوں نے کہا تو اور ٹشوٹس کا ہونا قادر تی بات ہے۔

اس اکسلی انتباہات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا دو طبقہ مسلمان شعبت ہوتا ہے اور جب اس کا استعمال کسی ایک پارٹی کے حق میں کیا جاتا ہے تو وہ پارٹی مسند اقتدار پر بیٹھ جاتا ہے۔ اس سے پہلے مسلمانوں کے دو طبقے رہے ہیں دو پارٹیوں کے درمیان میں تیسرا شخص کو مسلمانوں کے دو طبقے پتی کر دی جاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ مسلم ووٹ ایک جگہ نہ پڑ کر کمی رجھے بٹ جاتا تھا اور پھر اس کے نتیجے میں فرقہ پرست فائدہ میں ہو جاتا تھا انتباہی نتا جگہ کے وقت مسلمانوں کے ہاتھ سولے افسوس کے کچھ ماضی نہیں ہوتا تھا اور فرقہ پرستوں کے گھروں میں گھنی کے چڑغ جلتا شروع ہو جاتے تھے۔

لیکن اس کے لئے ہم مسلمانوں کو مور دل زام ٹھہرنا قطعاً پسند و گوارہ نہیں کریں گے اس کے لئے ہم صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے یہ کہنا بڑے گا کہ اس کے لئے ذمہ دار وہ افراد اور جماعت ہے جو مسلمانوں کے دو طبقے مسند اقتدار پر فائز رہتے ہوئے مسلمانوں کو ذرا بھی نہیں گردانی رہی ہے۔ شرستی اندر لگاندھی کے آخری دریافت اسی میں جس طرح پسند و توکا کارٹوں کی میلائیا اور مسلمانوں کو درکشان کرنے کے حربے استعمال کئے گئے اسے ہم اس ساری خرابی کا ذمہ دار کہیں گے جب ایک پارٹی اپنے اولین آئین سے ہنسی نظر آتی تو پھر مسلمانوں کے لئے اس کے سولے کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ بھی اپنی راہ الگ بنائیں اور پھر اس کا جو بھی انعام ہو وہ اگر مسلمانوں کے لئے بہتر نہیں ہے تو پھر خود اس جماعت کے لئے بھی کسی لحاظ سے اچھا نہ ہوا۔ اس کی بربادی و تباہی سب سے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ اور جب اپنی تباہی و بربادی سے وہ ابھرنے سکی تو پھر اس کو ہوش آیا اور اس نے اپنی بچھل کوتا ہیں، غمزشوں، غلطیوں کی طرف خیال کیا اس کے لئے نصرت صاف مانگی بلکہ اس کی تلاش کرنے کا بھی وعدہ کیا۔ اپنے نیشنل کانگریس جب اپنے بنیادی اصولوں سے کھک گئی تو

نظرات

۲۵، نومبر ۱۹۴۸ء کو نہد و سستان کی چار راستوں مدنیہ پر زدیش، دہلی، راجستان اور بیزورم کی اسمبلیوں کے ہر سے انتباہات کے نتائج کے نی باہت قواب بالکل صاف کروئی ہے کہ اگر بند و سستانی سلطان محمد اری، علیمندی، داشمندی اور درود راندیشی کے ساتھ اپنے حق رائے دی کا استعمال کریں تو نہد و سستان میں فرقہ پرستی کبھی بھی پنپ نہیں سکتی ہے۔ اور فرقہ پرستی کو کمراری شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ بی جے پی ٹری حکمت علی کے ساتھ اپنے چہار تیوں کو انقلابی میدان میں آتا رہتا۔ اور ٹری ہی چا بلکہ ستری کے ساتھ انتباہی ہم چلانی تھی ایک طرف بند و تو کا کھوڑ کھلنے کی کوشش اور دوسری طرف سیکولرزم کے نام کی دہائی۔ مگر یہ سب باقی ہے اثر شایست ہوئی بلکہ ان دونوں باؤں سے بی جے پی کی ساکھ خراب ہیا ہوتی رہی انتباہی جلسوں کے آخری دن دہلی کے لال قلعہ کے سامنے بند و سستان کے وزیر اعظم جناب اٹل بھاری واچسپی نے بی جے پی کے حق میں لوگوں سے دوڑ دینے کی اپیل کرتے ہوئے بعض باتیں ایسی بھی کہہ دیں کہ جو بجا ہے پی کے درکر کے لئے تو گوارہ ہو سکتی ہیں مگر نہد و سستان کے وزیر اعظم کے شایان شان قطعاً نہیں۔ نہد و سستان کا فریضہ نہد و سستان کے سیکولر ایسین کی پاسداری و حفاظت کے لئے حلف اٹھاتا ہے اور جب وہ ہی وزیر اعظم کوئی ایسی بات اپنے منہ سے نکال بیٹھے جس سے "سیکولرزم" پر "اپنے" آتی ہو تو پھر ایسے وزیر اعظم کے بارے میں رانشوں طبقہ کس طرح کا خیال ذہن میں پیدا کرے گا، لال قلعہ پر انتباہی جلسہ میں وزیر اعظم اٹل بھاری واچسپی نے کانگریس کی صدر رشتہ تھی سونیا گاندھی سے غالباً ان کے عیسائی مذہب کی ہونے پر چنکی لیتے ہوئے اس قسم کی بات کہی کہ جیسے ایسا نہد و سستان میں عیسائیوں پر نظم و قسم ہی سے رکھ ہوتا ہے اور وہ سیاست میں شاید اسی لئے زیادہ مستعد نظر آتی ہیں۔ جب اخبارات میں عیسائی فرقہ پر نظم و قسم کی جھروں شائع ہوتی ہیں، اس قسم کی باتیں کرنا یا نہ نہد و سستان

کے وزیرِ اعظم کے لئے زیب دیتا ہے جو ہندوستان کے سیکور ایمن کی حفاظت و پاسداری کا صلف دیکھ رہے ہو۔ اتنا بیاہم کے دوران میں ہر طرف کے بچکنڈے استعمال کرنا ایک ہنر بنا جا رہا ہے لیکن جبکہ اس تھم کے ہنر کی تحریک اور پیار کر سی برقاً ناگزیر کسی انسان کی طرف سے شمال میں لاک جائے تو اسے دیکھ کر انہوں کے ساتھ دکھ اور تشویش کا ہونا قدرتی بات ہے۔

اہم ایسا بیل انتباہات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا دوٹ نیصلہ کرنے کا ثابت ہوتا ہے اور جب اس کا استعمال کسی ایک پارٹی کے حق میں کیا جاتا ہے تو وہ پارٹی مند اقتدار پر بیٹھ جاتی ہے۔ اس سے پہلے مسلمانوں کے دوٹ بیٹتے رہے ایس دو پارٹیوں کے درمیان میں تیسرا شفہ اگر مسلمانوں کے دوٹ میں حصہ پتھی کر بیٹھتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ مسلم دوٹ ایک جگہ نہ پڑ کر کمی رجگہ بیٹھتا تھا اور پھر اس کے نتیجے میں فرقہ پرست فائدہ میں ہو جاتا تھا انتباہ نتاں بچ کے وقت مسلمانوں کے ہاتھ سولے افسوس کے کچھ ماصل نہیں ہوتا تھا اور فرقہ پرستوں کے گھروں میں گھنی کے چڑغ جانا شروع ہو جاتے تھے۔

لیکن اس کے لئے ہم مسلمانوں کو سورہ الزام تھہرنا قطعاً پسند و گوارہ نہیں کریں گے اس کے لئے ہم صاف گولی سے کام لیتے ہوئے یہ کہنا پڑے گا کہ اس کے لئے ذمہ دار وہ افراد اور جماعت ہے جو مسلمانوں کے دوٹ سے مند اقتدار پر فائز رہتے ہوئے مسلمانوں کو زرا بھی نہیں گردا نتی رہی ہے۔ شرعاً اندراگاندھی کے آخری دور اقتدار میں جس طرح پسند و توکا کارٹی کھیلا گیا اور مسلمانوں کو درکنار کرنے کے حربے استعمال کئے گئے اسے ہم اس ساری خرابی کا ذمہ دار کہیں گے جب ایک پارٹی اپنے اولین آئین سے ہٹی نظر آتی تو پھر مسلمانوں کے لئے اس کے سولے کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ بھی اپنی راہ الگ بنائیں اور پھر اس کا جو بھی انجام ہو وہ الگ مسلمانوں کے لئے بہتر نہیں ہے تو پھر خود اس جماعت کے لئے بھی کسی لحاظ سے اچھا نہ ہوا۔ اس کی بربادی و تباہی سب سے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ اور جب اپنی تباہی و بربادی سے وہ اُبھرنے سکی تو پھر اس کو ہوش آیا اور اس نے اپنی پچھلی کوتاہیوں، لغزشوں، غلطیوں کی طرف خیال کیا اس کے لئے نہ صرف سماقی مانگی بلکہ اس کی تلاقی گرنے کا بھی وعدہ کیا۔ اُنہیں نیشنل کانگریس جب اپنے بنیادی اصولوں سے کھک گئی تو